سُورَةُ البَقَرَةِ مَدَنِيَّةٌ

بقرة آية -30 بلاغة

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّىْ جَاعِلٌ فِى الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَآءَۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ؕ قَالَ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ

في الاستفهام الوارد في قوله : أتجعل ، خروج لمعناه الأصلي عن موضوعه فهو للتعجب كما اخترنا في الاعراب وقيل : هي للاسترشاد أي أتجعل فيها من يفسد كمن كان فيها من قبل ، وقيل استفهموا عن أحوال أنفسهم أي أتجعل فيها مفسداً ونحن مقيمون على طاعتك لا نفتر عنها طرفة عين ، وقال آخرون هي للايجاب ، والواقع أن كل لفظ استفهام ورد في كتاب الله تعالى لايخلو من أحد الوجوه الستة الآتية:
١ ـ التوبيخ ، ٢ ـ التعجب ، ٣ ـ التسوية ، ٤ ـ الايجاب ، ٥ ـ الأمر ، ٦ ـ التقرير • أما الاستفهام الصريح فلا يقع من الله تعالى في القرآن لأن المستفهم متعلّم ما ليس عنده والله عالم بالأشياء قبل كونها ، فالتوبيخ نحو : « أذهبتم طيباتكم » والتقرير : « أأنت قلت للناس » ؟ والتسوية نحو : « سواء عليهم أأنذرتهم » والايجاب نحو : « أتجعل فيها من يفسد فيها » ، والأمر نحو : « أأسلمتم » فعلى هذا يعرف ما جاء في كتاب الله فاعرف مواضعه وتدبر •

ہمزہ استفہام معانی:

اَتَجْعَلُ میں آنے والے استفہام میں اس کا اصلی معنی اپنے موضوع سے خارج ہو رہا ہے۔ یہ تعجب کے لیے ہے جیسے ہم نے اعراب میں اسی بات کو اختیار کیا ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ رہنمائی طلب کرے کے لیے ہے یعنی کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو بنا رہے ہیں جو اس میں موجود پہلے جنات کی طرح وہاں فساد کرے گا۔

اور یہ قول بھی ہے کہ انہوں نے اپنے بارے میں پوچھا تھا یعنی کیا آپ وہاں فساد کرنے والے کو بنا رہے ہیں اور ہم آپ کی اطاعت پر قائم ہیں ایک لمحے کے لیے بھی اس سے اکتاتے نہیں۔ اور کچھ اور لوگوں نے کہا ہے کہ یہ ایجاب کے لیے ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کلام اللہ میں استفہام کے لیے آنے والے ہر لفظ درج ذیل چھ صورتوں میں سے کسی ایک سے خالی نہیں ہو سکتا:

© copy rights reserved

التوبیخ (تنبیہ)، التعجب (تعجب کرنا، حیرت کرنا)، التسویة (برابر کردینا)، الایجاب (جواب دینا)، الأمر (حکم، فرمان)، التقریر (ثابت کرنا)۔

توجو صریح استفہام ہے یہ اللہ تعالی کی طرف سے قرآن مجید میں واقع نہیں ہوتا۔ کیونکہ جس سے سوال ہو رہا ہے وہ تو وہ چیزیں سیکھ رہا ہے جو اس کے پاس نہیں۔ اور اللہ تعالی چیزوں کو ان سے وجود سے پہلے جانتا ہے۔ اور

التوبیخ (تنبیہ): {قَالَ اَ تَعۡبُدُوۡنَ مَا تَنۡحِتُوۡنَ} ابراہیم نے کہا: کیا تم ان (بتوں) کو پوجتے ہو جنہیں خود تراشتے ہو؟

التقریر (ثابت کرنا): {وَاِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ} اور جب اللہ کہے گا کہ اے مریم کے بیٹے عیسیٰ! کیا تم نے کہا تھا لوگوں سے کہ مجھے اور میری ماں دونوں کو معبود بنا لینا۔

التسویة (برابری): برابر کردینا {سَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ} ان کے لیے برابر ہے کہ آپ انہیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔

الایجاب (جواب دینا): Act of replying or instance of complying {قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِيۡهَا} کیا آپ زمین میں کسی ایسے کو مقرّر کرنے والے ہیں جو اس میں فساد مچائے گا؟

الأمر (حکم، فرمان): {وَقُلۡ لِّلَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ وَالۡاُمِّيّٖنَ ءَاَسۡلَمۡتُمۡ} پھر اہل کتاب اور غیر اہل کتاب سے پوچھو۔ کیا تم نے بھی اس کی اطاعت و بندگی قبول کی؟

تو کتاب اللہ میں جو استفہام آیا ہے اسے اس طرح پہچانا جا سکتا ہے۔ تو آپ استفہام کے مقامات دیکھیں اور اس پر غور کریں۔

٢ ــ هذا وقد اختلفت الأقوال كثيراً في معرفة الكيفية التي عرف الملائكة أن ذرية آدم يفسدون في الأرض وأقرب ما رأيناه فيهـا الى المنطق أنهم علموا ذلك من لفظ خليفة قالوا : الخليفة هو الذي يحكم بين الخصوم ، والخصم إما أن يكون ظالمـاً أو مظلوماً ومتى حصل التظالم بينهم حصل الفساد في الأرض واستشرى •

© copy rights reserved

اس بارے میں بہت سے مختلف اقوال موجود ہیں کہ فرشتوں کو یہ کیسے پتہ چلا کہ آدم کی اولاد زمین میں فساد کریں گے۔ ہماری رائے میں منطق کے قریب ترین بات یہ ہے کہ انہیں یہ بات خلیفہ کے لفظ سے معلوم ہوئی۔ کیونکہ کہتے ہیں کہ خلیفہ وہ ہے جو جھگڑنے والوں کے درمیان فیصلہ کرے۔ اور جھگڑنے والوں میں ظالم بھی ہو سکتے ہیں اور مظلوم بھی۔ اور جب ان کے درمیان ظلم ہو گا تو زمین میں فساد تو ہو گا اور وہ پھیلے گا بھی۔

 © copy rights reserved